فکرِ آخرت

03-October-2019

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Sisters)

ہر مبلغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

درودِ پاک کی فضیلت

اَمیرُالْمُؤمِنِین حضرت عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یعنی بے شک دُعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اُوپر کی طرف نہیں جاتی، جب تک تم اپنے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرودِ پاک نہ پڑھ لو۔

(ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاءفی فضل الصلوۃ...الخ، ۲/۲۸، حدیث:۴۸۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے پہلے اَچھّی اَچھّی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ "نِیَّةُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ" مُسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

---

[1] ...معجم کبیر، سھل بن سعد الساعدی...الخ، ۶/۱۸۵، حدیث:۵۹۴۲

اہم نکتہ: نیک اور جائز کام میں جتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوااللّٰہ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت بدلے کا دن، یہاں جو جیسا عمل کرے گی آخرت میں ویسا ہی بدلہ اسے ملے گا، یقیناً سعادت مند ہیں وہ لوگ جو دُنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں اور آخرت کے لیے نیک اعمال کا تحفہ لے کر جاتے ہیں۔ آیئے! آج کے اس ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ہم فکرِ آخرت کے تعلق سے نصیحت و عبرت سے معمور واقعات، بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ کے فکر کو بیدار کرنے والے ارشادات سنتی ہیں۔ آیئے! پہلے ایک ایمان افروز واقعہ سنتی ہیں، چنانچہ

فکرِ آخرت کے لئے کوئی نہیں روتا

مکتبۃ المدینہ کی کتاب **"عیون الحکایات"** حِصّہ اوّل صفحہ نمبر 137 پر لکھا ہے: حضرت یزید بن صَلْت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنے ایک عابد و زاہد دوست سے ملنے بَصْرہ گیا۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ ان کی حالت بہت نازُک ہے اور شِدَّتِ مرض سے مرنے کے قریب ہیں۔ ان کے بچے، زَوجہ اور ماں باپ آس پاس کھڑے رو رہے ہیں اور سب کے چہروں پر مایوسی ظاہر ہے۔ میں نے جاکر سلام کیا اور پوچھا: آپ اس وَقْت کیا محسوس کر رہے ہیں؟ یہ سُن کر میرے وہ دوست کہنے لگے: میں اس وَقْت ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے میرے جسم کے اَندر چیونٹیاں گُھوم پھر رہی ہوں۔ اتنی دیر میں ان کے والد رونے لگے تو میرے دوست نے پوچھا: اے میرے مہربان باپ! آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ کہنے لگے: میرے لال! تیری جُدائی کا غم مجھے رُلا رہا ہے، تیرے مَرنے کے بعد ہمارا کیا بنے گا۔ پھر ان کی ماں، بچے اور زَوجہ بھی رونے لگے۔ میرے دوست نے اپنی والدہ سے پوچھا: اے میری مہربان ماں! تم کیوں رو رہی ہو؟ ماں نے جواب دیا: میرے جِگر کے ٹکڑے! مجھے تیری جُدائی کا غَم رُلا رہا ہے، میں تیرے بِغیر کیسے رہ پاؤں گی۔ پھر اپنی بیوی سے پوچھا: تمہیں کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟ اس نے بھی کہا: میرے سرتاج! آپ کے بِغیر ہماری زِندگی دشوار ہو جائے گی، جُدائی کا غَم میرے دل کو گھائل کر رہا ہے، آپ کے بعد میرا کیا بنے گا؟ پھر اپنے روتے ہوئے بچوں کو قریب بُلایا اور پوچھا: میرے بچو! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟ بچے کہنے لگے: آپ کے وِصال کے بعد ہم یتیم ہو جائیں گے، ہمارے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ جائے گا، آپ کے بعد ہمارا کیا بنے گا؟ آپ کی جُدائی کا غَم ہمیں رُلا رہا ہے۔ ان سب کی یہ باتیں سُن کر میرے دوست نے کہا: مجھے بٹھا دو۔ جب اُنہیں بٹھا دیا گیا تو گھر والوں سے کہنے لگے: تم سب دُنیا کے لئے رو رہے ہو۔ تم میں سے ہر شخص میرے لئے نہیں بلکہ اپنا فائدہ خَتم ہو جانے کے خَوف سے رو رہا ہے، کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جسے اس بات نے رُلایا ہو کہ مرنے کے بعد قبر میں میرا کیا حال ہو گا،

عنقریب مجھے گھبراہٹ دینے والی اندھیری قبر میں چھوڑ دیا جائے گا، کیا تم میں سے کوئی اس بات پر بھی رویا کہ مجھے مرنے کے بعد مُنْکَر نَکِیْر سے واسطہ پڑے گا؟ کیا تم میں سے کوئی اس خَوف سے بھی رویا کہ مجھے میرے ربِّ کریم کے سامنے (حساب وکتاب) کے لئے کھڑا کیا جائے گا، تم میں سے کوئی بھی میری اُخروی پریشانیوں کی وَجہ سے نہیں رویا بلکہ ہر ایک اپنی دُنیا کی وَجہ سے رو رہا ہے، پھر ایک چیخ ماری اور ان کا وصال ہو گیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ حِکایت میں اس عابد و زاہِد شخص نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی فِکرِ آخرت کا کیسا پیارا ذِہن دیا۔ واقعی ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ دُنیوی نِعمتوں کے چِھن جانے پر تو ہم خوب روتی ہیں، کیا کبھی اپنے بُرے اَعمال کے سبب جنّت کی نعمتیں نہ ملنے اور دوزخ کے دَرْدْناک عذاب کی حَقْ دار بننے کے خوف سے بھی رونا آیا؟، دُنیوی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے تو ہم خُوب کوشش کرتی ہیں کیا کبھی جنّت کی نعمتیں پانے کیلئے نَفْس کی مُخالَفت کرتے ہوئے نیک اَعمال کیلئے بھی کوشش کی؟ دُنیا میں اگر ہمارا امتحان لیا جائے تو جواب یاد ہونے کے باوجود ہم گھبراہٹ کے سبب جَواب بُھول جاتی ہیں، کیا کبھی قَبْر و حَشْر کے اِمتحان کے خَوف سے بھی لَرزا طاری ہوا یا کبھی اس اِمتحان کی تیاری کا ذِہن بنا؟

یاد رکھئے! یہ دنیا اور اس کی تمام نعمتیں عارضی ہیں۔ لہٰذا دُنیا کی ان عارضی سہولیات اور نِعمتوں سے لُطف اُٹھانے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذِہن میں بٹھالینی چاہیے کہ آخرت میں ان سب نعمتوں کا حساب بھی دینا ہو گا۔ صرف کھانے پینے یا استعمال کی ضَروری چیزوں کے بارے میں ہی پوچھ گچھ نہیں

ہو گی بلکہ اعمال کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا اور ہمیں ہر ہر عمل کا حساب دینا ہو گا۔ لہٰذا کوئی بھی کام کرنے سے پہلے لَمْحَہ بھر کے لیے یہ ضَرور سوچنا چاہیے کہ میں جس کام کو کرنے کا اِرادہ رکھتی ہوں اس میں میری آخرت کا فائدہ بھی ہے یا نہیں کیونکہ فُضُول اور بے کار کام کرنے پر آخرت میں میری پکڑ ہو سکتی ہے۔

یاد رہے! قیامت کے دن جسم کے اَعْضاء کے بارے میں بھی سُوال ہو گا جن سے آج لوگ بِلا جھجک دن رات ڈھیروں گُناہ کرتے ہیں۔ جیسے آنکھ کہ لوگ اس سے اللہ پاک کی نافرمانی والے بہت سے کام کرتے ہیں۔ بد نگاہی کرتے ہیں، فلمیں ڈرامے دیکھتے ہیں، وغیرہ۔ اسی طرح کئی لوگوں کے کان بھی حَرام سننے میں مَصرُوف رہتے ہیں، یوں کہ وہ لوگ رات گانے باجے، فُضُول اور گناہوں بھرے لطیفے، غیبت و چُغلی اور کسی کے عُیُوب کو سُننے جیسے گُناہ کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں کا دل بُرے خَیالات، بُغض وکینہ، حَسد وغیرہ جیسی باطِنی بیماریوں کا عادی ہوتا ہے۔ لہٰذا سمجھدار وہی ہے جو آخِرت کے حِساب وکِتاب سے ڈَرتے ہوئے اپنے اَعْضاء کو گُناہوں سے بچانے میں کامیاب ہو جائے ورنہ قِیامت کے دن جب ان اَعْضا کے بارے میں پوچھا جائے گا تو ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہو گا۔ اللہ کریم پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 36 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــٴُـوْلًا ﴿۳۶﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۶)

ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سُوال کیا جائے گا۔

بیان کردہ آیتِ کریمہ کے تحت تفسیرِ قُرطبی میں ہے: ان میں سے ہر ایک سے اس کے اِستعمال کے بارے میں سُوال ہو گا، چُنانچہ دل سے پوچھا جائے گا کہ اس کے ذَریعے کیا سوچا گیا اور پھر کیا سوچ رکھی گئی جبکہ آنکھ اور کان سے پوچھا جائے گا تمہارے ذَریعے کیا دیکھا اور کیا سُنا گیا۔

(تفسیر قرطبی، ۱۳۹/۲۰)

علامہ سَیِّد محمود آلُوسی بَغدادی رَحۡمَۃُاللهِ عَلَیۡه فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات پر دَلیل ہے کہ دل کے کاموں پر بھی پکڑ ہوگی، مَثَلاً کسی گُناہ کا پکّا اِرادہ کرلینا یا دل کا مُختلف بیماریوں مَثَلاً کینہ، حَسد اور خُود کو اچھا سمجھنے وغیرہ میں مُبْتَلا ہو جانا۔ ہاں عُلَمَاء نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ دل میں کسی گُناہ کے بارے میں صرف سوچنے پر پکڑ نہ ہوگی جبکہ اس کے کرنے کا پکا اِرادہ نہ رکھتا ہو۔ (تفسیر روح المعانی، ۹۷/۱۵)

حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحۡمَۃُاللهِ عَلَیۡه فرماتے ہیں: دل کے بُرے اِرادے یا بُرے عَقیدوں پر پکڑ ہوگی، ہاں دل کے وَسوسے جو بے اِختیار دل میں آجاویں وہ مُعاف ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: ان ظاہری باطنی اَعضاء کے مُتعلِّق قِیامت میں سُوال ہوگا کہ تم نے ان سے ناجائز کام تو نہیں کئے؟ اس لئے ان سے جائز کام ہی کرو، یہ سُوالات رَبّ (کریم) کے عِلْم کے لئے نہیں، بلکہ مُجرِم سے اِقْرارِ جُرم کرانے کو ہوں گے۔ (تفسیر نورالعرفان مع ترجمہ کنزالایمان، ص ۴۵۵)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی مقصد پایا جاتا ہے، ہمارے پہننے کے کپڑے ہوں، لکھنے کے لیے قلم ہو، رہنے کے لیے گھر ہو، ہاتھ میں باندھی ہوئی گھڑی ہو، سب کا کچھ نہ کچھ مقصد ہے، اور ہر ایک چیز اپنے مقصد کو پورا کرنے کا سبب بن رہی ہے، ذرا سوچئے! جب کائنات کی ہر چیز اپنے اندر کوئی نہ کوئی مقصد رکھتی ہے تو کیا انسان بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ کیا انسان کی پیدائش (Birth) بغیر کسی مقصد کے ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں! انسان کو اس دنیا میں بیکار نہیں پیدا کیا گیا، چنانچہ پارہ 18 سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن کی آیت نمبر 115 میں ارشاد ہوتا ہے:

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمۡ ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم

اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ نے تمہیں بیکار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟

(پ۱۸، المؤمنون:۱۱۵)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غور کیجئے! قرآنِ پاک کی اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ کوئی خاص مقصد ہے جس کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، اس مقصد کی رہنمائی کرتے ہوئے پارہ 27، سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت کی آیت نمبر 56 میں اِرْشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور میں نے جنّ اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔

(پ۲۷، الذّرِیٰت:۵۶)

بیان کردہ آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا! انسانوں اور جنّوں کو بیکار پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ان کی پیدائش کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ پاک کی عبادت کریں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کا امتحان اور آخرت کا امتحان

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، دنیا میں کیا جانے والا ہر عمل آخرت کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے، آخرت کو بہتر کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ اچھے اَعمال کئے جائیں۔ اپنے اصل مقصد یعنی عبادتِ الٰہی کو جب پیشِ نظر رکھا جائے تو آخرت کو بہتر بنانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ذرا غور کیجئے! مدارِس، جامعات کے جب امتحان ہوتے ہیں تو دیکھا جاتا ہے کہ طالبات امتحانات میں کامیابی کے لئے بے حد کوششیں کرتی ہیں، نہ کھانا یاد رہتا ہے اور نہ ہی پینے کا

ہوش رہتا ہے، ہر وہ سوال جس کا ہلکا سا بھی امکان ہو کہ وہ پیپر میں آسکتا ہے اس کی بطورِ خاص تیاری کی جاتی ہے، ان کی بس ایک ہی دُھن ہوتی ہے کہ امتحان کی تیاری کرنی ہے اور پوزیشن حاصل کرنی ہے، اس تمام ماحول میں والدین کی بھی بھرپور سپورٹ حاصل ہوتی ہے کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ بیٹی امتحان میں کامیاب ہوگی تو آگے چل کر کامیاب زندگی گزارے گی۔ ذرا سوچئے! جب دنیا کی خاطر ہم اور ہماری اولاد اتنی مگن ہو جاتی ہے، آخرت کے امتحان کے لیے تو دنیا کے امتحان سے زیادہ محنت کرنی چاہیے، کیا کبھی آخرت کے امتحان کا بھی سوچا ہے؟ کیا کبھی آخرت کے امتحان کی تیاری کی بھی فکر ہوئی ہے؟ کیا کبھی آخرت کے امتحان کی کامیابی کے لیے بھی ہم بے چین ہوئی ہیں؟ اللہ پاک ہمیں خوب خوب فکرِ آخرت کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

انوکھی ندامت!

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یاد رکھئے! غفلت جہاں بہت سی پریشانیوں اور مصیبتوں کو لاتی ہے وہیں یہ غفلت کی بیماری انسان کو فکرِ آخرت سے بھی بہت دور کر دیتی ہے، غفلت میں گزاری ہوئی زندگی انسان کو تباہ کرڈالتی ہے۔ ہمارے بزرگانِ دِین رَحمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِم کا یہ ذہن ہوتا تھا کہ ان کا کوئی بھی لمحہ غفلت میں نہ گزرے بلکہ ہر ہر پل نیکیوں اور اللہ پاک کی رضا والے کاموں میں گزرے اور یہ حضرات اچھی زندگی گزار کر اور نیک اعمال کرکے بھی اس بات سے خوف زدہ رہتے تھے کہ کہیں ان کا یہ عمل غفلت کی نذر نہ ہو گیا ہو، جیسا کہ

حضرت شیخ ابو علی دقاق رَحمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: میں ایک بزرگ کی عیادت کے لئے حاضر

ہوا،میں نے اُن کے آس پاس اُن کے شاگردوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا،وہ بزرگ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ رو رہے تھے،میں نے عرض کی،یا شیخ!کیا آپ دنیا (چھوٹنے) پر رو رہے ہیں؟فرمایا،نہیں بلکہ نمازیں قضا ہونے پر رو رہا ہوں میں نے کہا:آپ تو عبادت کرنے والے شخص تھے پھر نمازیں کس طرح قضا ہوئیں؟انہوں نے فرمایا:میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور ہر سجدے سے غفلت میں سر اُٹھایا اوراب غفلت کی حالت میں مر رہا ہوں۔(مکاشفۃ القلوب،ص ۲۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

محض دعویٰ بے کار ہے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ اللہ پاک کے نیک بندے ہر لمحہ یادِ الٰہی میں گزارنے اور ہر گھڑی فکرِ آخرت میں مشغول رہنے کے باوجود بھی اپنی عبادت کو کسی خاطر میں نہ لاتے بلکہ اللہ کریم کی بے نیازی سے ڈرتے ہوئے گریہ وزاری کرتے ہیں، مگر آہ!ہمارا حال یہ ہے کہ اول تو نیکیاں کرتی نہیں اور اگر کوئی نیک کام کرلیا تو جب تک اپنی نیکیوں کا اعلان نہ کرلیں ہمیں چین نہیں آتا، اللہ کریم کے نیک بندے اور بندیاں گناہوں سے محفوظ ہونے کے باوجود ہر وَقْت اس کے خوف سے تھر تھراتے اور آنسو بہاتے ہیں مگر ہم دن رات بے دھڑک گناہوں میں مشغول رہنے کے باوجود بھی ذرا نہیں ڈرتی اور باتیں ایسی کرتی ہیں جیسے ہم سے زیادہ نیک کوئی ہے ہی نہیں۔ حضرت شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں:لوگ تین(3)باتیں صرف زبانی کرتے ہیں مگر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں: (1)کہتے ہیں:ہم اللہ پاک کے بندے ہیں لیکن کام غلاموں جیسے نہیں بلکہ آزادوں کی طرح اپنی مرضی کے کرتے ہیں۔(2) کہتے ہیں:اللہ پاک ہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن ان کے دل دنیا اور سامانِ دنیا جمع کئے بغیر مطمئن

نہیں ہوتے اور یہ ان کے اقرار کے سراسر خلاف ہے۔ (3) کہتے ہیں: آخر ہمیں مرنا ہے مگر کام ایسے کرتے ہیں جیسے انہیں کبھی مرنا ہی نہیں۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۴۵، ملخصا)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج واقعی ہماری حالت یہ ہوتی جارہی ہے کہ ہم دنیا کے کاموں کیلئے تو بہت کوششیں کرتی ہیں، مگر فکرِ آخرت سے غافل رہتی ہیں، نئے نئے فیشن اپناتی ہیں مگر ہم یہ بھول جاتی ہیں کہ ایک دن ہمیں مرنا بھی پڑے گا اور اس ہنستی بستی دنیا کو چھوڑ کر خالی ہاتھ یہاں سے جانا ہوگا۔ ہم میں سے کس کو معلوم ہے کہ ہماری موت کب آئے گی؟ سونے سے پہلے کبھی سوچا کہ یہ رات ہماری زِندگی کی آخری رات تو نہیں؟، ہمارے پاس تو اس کی بھی گارنٹی نہیں کہ ایک کے بعد دوسرا سانس بھی لے پائیں گی یا نہیں؟ ممکن ہے جو سانس ہم لے رہی ہیں وہی آخری ہو دوسرا سانس لینے کی نوبت ہی نہ آئے۔ آئے دن یہ خبریں ہمیں سُننے کو ملتی ہیں کہ فُلانی اسلامی بہن بالکل ٹھیک ٹھاک تھی، اسے بظاہر کوئی بڑی بیماری بھی نہیں تھی، لیکن اچانک ہارٹ فیل ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے موت آئی اور اندھیری قبر میں جا پہنچی۔ آیئے! 2 سبق آموز واقعات سنئے اور گناہوں سے توبہ کرکے آخرت کی تیاری میں مشغول ہو جایئے، چنانچہ

(1) سیلاب میں غرق ہو گیا

منقول ہے: ایک شخص نے سیلاب (Flood) آنے کی جگہ اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ یہ بہت خطرناک جگہ ہے یہاں سے ہٹ جاؤ۔ تو اس نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ یہ جگہ خطرناک ہے لیکن

اس کی خُوبصورتی نے مجھے تَعَجُّب میں ڈال دیا ہے۔ اس سے کہا گیا: تمام رونقیں اور خُوبصورتیاں زندگی کے ساتھ ہیں، لہٰذا اپنی جان کی حفاظت کر، اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈال۔ اُس نے کہا: میں یہ جگہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ پھر ایک رات نیند کی حالت میں اسے سیلاب نے آلیا، یوں وہ سیلاب میں غرق ہو کر موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ (عیون الحکایات، ص ۴۴۶ ملخصاً)

(2) شادی کے ارمان خاک میں مل گئے

فیصل آباد کے میڈیکل کالج کا ایک ذہین ترین طالبِ علم اپنے دوست کے ہمراہ پکنک منانے چلا۔ پکنک پوائنٹ پر پہنچ کر اُس کا دوست ندی میں تیرنے کیلئے اُترا مگر ڈوبنے لگا، مستقبل کے ڈاکٹر نے اُس کو بچانے کی غرض سے جذبات میں آکر پانی میں چھلانگ لگادی، اب وہ تیرنا تو جانتا نہیں تھا لہٰذا خود بھی پھنس گیا۔ قسمت کی بات کہ اُس کا دوست تو جیسے تیسے کرکے نکلنے میں کامیاب ہو گیا مگر آہ! مستقبل کا ڈاکٹر بے چارہ ڈوب کر موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ کہرام مچ گیا، ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا پانی کی موجوں کی نذر ہو گیا، ماں باپ کے سہانے سپنے پورے نہ ہوسکے اور وہ بے چارہ ذہین طالبِ عِلم (Student) M.B.B.S کے فائنل امتحان کا رِزَلٹ ہاتھ میں آنے سے پہلے ہی قبر میں جا پہنچا۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیے، فکرِ آخرت پیدا کیجئے اور مرنے سے پہلے پہلے موت کی تیاری کرلیجئے۔ اگر ہم فکرِ آخرت سے غافل رہتے ہوئے یونہی دنیا کی رونقوں میں مگن رہیں اور اچانک کسی خطرناک بیماری یا حادثے کا شکار ہو گئیں یا اچانک ہی ہماری سانسیں

رُک گئیں اور ہم موت کے گھاٹ اُتر گئیں تو پھر سوائے پچھتانے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، اپنے دل ودماغ سے یہ خوش فہمی نکال دیجئے کہ ابھی تو میری عمر ہی کیا ہے؟ ابھی تو لمبی زندگی پڑی ہے، بڑھاپے میں نیکیاں کرلوں گی۔ یاد رکھئے! موت صرف بڑھاپے یا بیماری میں ہی نہیں آتی بلکہ اچھی بھلی صحت مند ہنستی کھیلتی نوجوان اسلامی بہنیں بھی اچانک موت کا شکار ہوکر اندھیری قبر میں چلی جاتی ہیں۔ اس دنیا کی حیثیت ایک راستے کی طرح ہے، جسے طے کرنے کے بعد ہی ہم منزل تک پہنچ سکتی ہیں، اب وہ منزل جنّت ہوگی یا دوزخ! اِس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ہم نے یہ سفر کس طرح طے کیا! اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی فرمانبردار بن کر یا نافرمان بن کر؟ افسوس ہے اُس پر جو دنیا کی رنگینیاں دیکھنے کے باوُجود بھی اس کے دھوکے میں مُبْتَلا رہے اور موت سے بالکل غافِل ہوجائے۔ یاد رکھئے! جو انسان دُنیوی نعمتوں سے دل لگاتا ہے وہ اپنی آخرت کے بارے میں غفلت کا شِکار ہوجاتا ہے، غفلت انسان کو گناہوں پر بہادر کردیتی ہے، غفلت انسان کو نیکیوں سے دُور کردیتی ہے، غفلت ربِّ کریم کی ناراضی کا سبب بنتی ہے، اللہ پاک نے ہمیں دنیا میں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، عالیشان مکان اور اس میں ڈھیروں سہولیات نعمت ہیں، ماں باپ کیلئے اولاد بھی نعمت ہے، مگر یاد رکھئے! کسی بھی دنیاوی نعمت میں ضرورت سے زیادہ مشغولیت غفلت اور نُقصان کا سبب ہے، جیسا کہ

پارہ 28 سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْن کی آیت نمبر 9 میں ارشادِ باری ہے:

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

بیان کردہ آیتِ مبارکہ میں ایمان والوں کو نصیحت کی جارہی ہے کہ اے ایمان والو! منافقوں کی طرح تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ پاک کے ذکر سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کرے گا کہ دنیا میں مشغول ہوکر دین کو بُھلادے گا، مال کی مَحبّت میں اپنے حال کی پروانہ کرے گا اور اولاد کی خوشی کیلئے آخرت کی راحت سے غافل رہے گا تو ایسے لوگ ہی نقصان اُٹھانے والے ہیں کیونکہ اُنہوں نے ایک دن ختم ہوجانے والی دنیا کے پیچھے آخرت کے گھر کی باقی رہنے والی نعمتوں کی پروانہ کی۔

(تفسیرخازن، المنافقون، تحت الآیۃ: ۹، ۴/۲۷۴، مدارک، المنافقون، تحت الآیۃ: ۹، ص۱۲۴۵ ملتقطاً)

افسوس! صد افسوس! آج مسلمانوں کی عملی حالت بُری ہوتی جارہی ہے۔ بعض اپنے مکانات کی ڈیکوریشن (Decoration) پر پانی کی طرح پیسہ تو بہاتے ہیں مگر راہِ خدا میں خَرچ کرنے سے جی چُراتے ہیں حتّٰی کہ بعض لوگ فرض ہونے کے باوجود زکوۃ کی ادائیگی بھی نہیں کرتے، دولت میں اِضافے کیلئے مختلف طریقے تو اپنائے جاتے ہیں مگر نیکیوں میں اضافے کے معاملے میں سُستی سے کام لیتے ہیں۔ یاد رکھئے! ابھی وَقْت ہے غفلت سے جاگ کر فوراً توبہ کرلیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ موت اچانک روشنیوں سے جگمگاتے کمرے میں رکھے نرم بستر سے اُٹھاکر کیڑے مکوڑوں سے بھری اندھیری قبر میں سُلادے اور پھر چِلاتی رَہ جائیں کہ اے مالک! مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے، وہاں جاکر تیری خوب عبادت کروں گی، پانچوں

نمازیں اَدا کروں گی وغیرہ۔ مگر اس وَقت کی چیخ وپکار اسے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزاریں، ہر چھوٹے بڑے گناہ سے خود بھی بچیں اور دوسری اسلامی بہنوں کو بھی بچاتی رہیں، خود بھی نیکیاں کریں اور دوسری اسلامی بہنوں کو بھی نیکیوں کی ترغیب دلاتی رہیں، فکرِ آخرت کا جذبہ بڑھانے کے لئے عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ رہ کر ذیلی حلقے کے 8 مَدَنی کاموں میں حصہ لیتی رہیں اور اپنے علاقے میں ان مَدَنی کاموں کی دھومیں مچاتی رہیں۔

سمجھدار کون۔۔۔؟؟؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً عقل مند وہی ہے جو موت سے پہلے موت کی تیاری کرلے، سعادت مند وہی ہے جو آخرت میں کام آنے والا ضروری ساز وسامان اپنے ساتھ لے لے۔ یاد رکھئے دنیوی زندگی بے حد مختصر ہے۔ ☆**ہماری ہر سانس** ہمیں **موت** کے قریب کررہی ہے، ☆**ہماری ہر سانس** ہمیں دُنیوی زندگی کے اختتام کی طرف لے جارہی ہے، ☆**ہماری ہر سانس** ہمیں قبر کے گڑھے کے قریب کرتی جارہی ہے۔ ☆**ہماری ہر سانس** ہمیں آخرت کی تیاری کا ذہن دے رہی ہے، ☆**ہماری ہر سانس** ہمیں راہِ آخرت سے ملانے کا وسیلہ بن رہی ہے۔ جیسے ہی یہ سانسوں کی مالا ٹوٹی ہمارا سلسلۂ عمل بھی رک جائے گا، پھر افسوس کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئے گا، اتنی بھی مہلت نہ دی جائے گی کہ ایک مرتبہ "سُبْحٰنَ اللہ" کہہ کر اپنی نیکیوں میں ہی اضافہ کرلیں۔ اسی لیے دنیا میں ملی اس زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے نیکیاں کمالیجئے اور آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش میں لگ جائیے۔

امامِ وقت، سادہ لباس میں!

منقول ہے: حضرت امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ ایک بار مکے شریف میں تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہ

عَلَیْہ ظاہری شان و شوکت سے بے نیاز تھے،اس لئے آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نہایت سادہ اور معمولی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عبدُالرَّحمٰن طوسی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے عرض کی: آپ کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔؟ آپ وَقْت کے امام اور قوم کے رہنما ہیں، ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہیں۔ حضرت امام غزالی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا: ایسے شخص کا لباس کیا دیکھتے ہو جو اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہتا ہو اور جو اس کائنات کی رنگینوں کو عارضی اور وقتی تصور کرتا ہے۔ جب کائنات کے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا میں مسافر کی طرح رہے اور کچھ مال جمع نہ کیا تو میری کیا حیثیت اور حقیقت ہے۔(احیاء العلوم،۱/۱۹ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

عقیقے کی سُنّتیں اور آداب

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"غفلت"** سے عقیقے کی چند سنّتیں اور آداب سنتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: لڑکا اپنے عقیقے میں گِروِی ہے، ساتویں دن اُس کی طرف سے جانور ذَبح کیا جائے، اُس کا نام رکھا جائے اور سر مُونڈا جائے۔(تِرمِذی،۳/۱۷۷، حدیث:۱۵۲۷) ☆گِروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے پورا نَفع (فائدہ) حاصِل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض (مُحَدِّثین) نے کہا: بچّے کی سلامتی اور اُس کی نَشو و نُما (پھلنا پھولنا) اور اُس میں اچّھے اَوصاف (یعنی عمدہ خوبیاں) ہونا عقیقے کے ساتھ وابستہ ہیں۔(بہارِ شریعت،۳/۳۵۴) ☆بچّہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذَبح کیا جاتا ہے اُس کو عقیقہ کہتے ہیں۔(بہارِ شریعت،۳/۳۵۵) ☆لڑکے کے عقیقے میں دو بکرے اور لڑکی

میں ایک بکری ذَبح کی جائے یعنی لڑکے میں نَر جانور اور لڑکی میں مادہ مُناسِب ہے۔اور لڑکے کے عقیقے میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حَرَج نہیں۔(بہار شریعت،۳/۳۵۷)☆قربانی کے اُونٹ وغیرہ میں عقیقے کی شرکت ہوسکتی ہے۔☆عقیقہ فرض یا واجب نہیں ہے صرف سُنّتِ مُستَحبَّہ ہے، (اگر گنجائش ہو تو ضرور کرنا چاہیے،نہ کرے تو گناہ نہیں البتّہ عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے)☆بچّہ اگر ساتویں دن سے پہلے ہی مر گیا تو اُس کا عقیقہ نہ کرنے سے کوئی اثر اُس کی شَفاعت وغیرہ پر نہیں کہ وہ وقتِ عَقیقہ آنے سے پہلے ہی گزر گیا۔ہاں! جس بچّے نے عقیقے کا وَقت پایا یعنی سات دن کا ہو گیا اور بِلا عُذر باوَصفِ استِطاعت (یعنی طاقت ہونے کے باوُجود) اُس کا عقیقہ نہ کیا اُس کے لیے یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی شَفاعت نہ کرنے پائے گا۔(فتاویٰ رضویہ،۲۰/۵۹۶)☆عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنّت ہے اوریہی افضل ہے،ورنہ چودھویں،ورنہ اکّیسویں دن۔(فتاویٰ رضویہ،۲۰/۵۸۶)☆عقیقے کا جانور اُنھی شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے۔اُس کا گوشت فُقَرا(فقیروں) اور عزیز و اَقارِب (رشتے داروں) کو کچّا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا اُن کو بطورِ ضِیافت و دعوت کِھلایا جائے یہ سب صورَتیں جائز ہیں۔(بہارِ شریعت،۳/ ۳۵۷)☆اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتی ہیں ، سنّت ادا ہو جائے گی۔(بہارِ شریعت،۳/۳۵۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد